جملہ حقوق اشاعت برائے دارالسلام محفوظ ہیں

دارالسلام
کتاب وسنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

سعودی عرب (ہیڈ آفس)

پوسٹ بکس: 22743 الریاض: 11416 سعودی عرب فون: 4043432-4033962 1 00966 فیکس: 4021659
E-mail: darussalam@awalnet.net.sa - riyadh@dar-us-salam.com
Website: www.darussalam.com

• الریاض۔العلیا۔ فون: 4614483 01 فیکس: 4644945 • الملز فون: 4735220 01 فیکس: 4735221 • سویلم فون: 2860422 01
• مندوب الریاض: موبائل: 0503459695-0505196736 • قصیم (بریدہ): فون/فیکس: 3696124 06 موبائل: 0503417156
• مکہ مکرمہ: موبائل: 0502839948-0506640175 • مدینہ منورہ فون: 8234446 04 فیکس: 8151121 موبائل: 0503417155
• جدہ فون: 6879254 02 فیکس: 6336270 • الخبر فون: 8692900 03 فیکس: 8691551
• ینبع البحر فون/فیکس: 3908027 04 موبائل: 0500887341 • خمیس مشیط فون/فیکس: 2207055 07 موبائل: 0500710328

شارجہ فون: 5632623 6 00971 امریکہ • ہوسٹن فون: 7220419 713 001 • نیویارک فون: 6255925 718 001
لندن فون: 4885 539 208 0044 آسٹریلیا فون: 4040 9758 2 0061

پاکستان (ہیڈ آفس ومرکزی شوروم)

• 36- لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور
فون: 7110081-7111023-7232400-7240024 42 0092 فیکس: 7354072
موبائل: 4212174 0321-8484569 0322 • غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور فون: 7120054 فیکس: 7320703
Website: www.darussalampk.com E-mail: info@darussalampk.com

کراچی طارق روڈ بالمقابل فری پورٹ شاپنگ مال فون: 4393936 21 0092 فیکس: 4393937
اسلام آباد F-8 مرکز، اسلام آباد فون/فیکس: 2281513 51 0092 موبائل: 5370378 0321

ح مکتبة دارالسلام، ١٤٢٨ هـ
فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر
ابن ماجه، محمد بن يزيد
سنن ابن ماجه اللغة الاردية. / محمد بن يزيد ابن ماجه - الرياض، ١٤٢٨ هـ
ص: ٦٣٢ مقاس: ١٧×٢٤ سم
ردمك: ٩٧٨-٩٩٦٠-٩٩٦٩-٧-٤ (مجموعة)
٩٧٨-٩٩٦٠-٩٩٦٩-٨-١ (ج ١)
١- الحديث - سنن ٢- الحديث - الكتب الستة أ. العنوان
ديوي ٢٣٥,٦ ١٤٢٨/٤٨٩٨
رقم الإيداع: ١٤٢٨/٤٨٩٨
ردمك: ٩٧٨-٩٩٦٠-٩٩٦٩-٧-٤
٩٧٨-٩٩٦٠-٩٩٦٩-٨-١ (ج ١)

جلد اوّل

سُنن ابنِ ماجہ

(مترجم)

کتاب السنة　أبواب المساجد والجماعات　احادیث: 1　802

تالیف

اِمام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ القزوینی رحمہ اللہ

ترجمہ و فوائد

فضیلۃ الشیخ مولانا عطاء اللہ ساجد حفظہ اللہ

تحقیق و تخریج

حافظ ابو طاہر زبیر علی زئی حفظہ اللہ

نظر ثانی، تصحیح و تنقیح اور اضافات

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

مولانا ابو عبداللہ محمد عبدالجبار حفظہ اللہ　حافظ آصف اقبال حفظہ اللہ

مولانا ابو محمد محمد اجمل حفظہ اللہ　حافظ عبدالخالق حفظہ اللہ

مولانا عثمان منیب حفظہ اللہ

فہرست مضامین (جلداول)

عرض ناشر	19
حرف اول	23
مترجم کا شخصی تعارف	25
مقدمہ	26
مقدمۃ التحقیق (سنن ابن ماجہ تحقیق وتخریج احادیث کا اسلوب)	36
حالاتِ زندگی امام ابن ماجہ رحمہ اللہ	40
سنن ابن ماجہ اور اس کی امتیازی خصوصیات	44
اصطلاحاتِ محدثین	49
سنن ابن ماجہ سے استفادے کا طریقہ	60

كِتَابُ السُّنَّةِ	سنت کی اہمیت وفضیلت	63
١- بَابُ اتِّبَاعِ سُنَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ	باب: سنت رسول اللہ ﷺ کی پیروی کا بیان	69
٢- بَابُ تَعْظِيمِ حَدِيثِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَالتَّغْلِيظِ عَلٰى مَنْ عَارَضَهُ	باب: حدیث رسول کی تعظیم اور اس کی مخالفت کرنے والے پر سختی کرنے کا بیان	79
٣- بَابُ التَّوَقِّي فِي الْحَدِيثِ عَنْ رَّسُولِ اللهِ ﷺ	باب: رسول اللہ ﷺ سے حدیث بیان کرنے میں احتیاط کا بیان	89
٤- بَابُ التَّغْلِيظِ فِي تَعَمُّدِ الْكَذِبِ عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ	باب: رسول اللہ ﷺ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولنا بہت بڑا گناہ ہے	94
٥- بَابُ مَنْ حَدَّثَ عَنْ رَّسُولِ اللهِ ﷺ [حَدِيثًا] وَهُوَ يَرٰى أَنَّهُ كَذِبٌ	باب: جس حدیث کے متعلق معلوم ہو کہ وہ جھوٹ ہے اسے رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر کے بیان کرنا منع ہے	98
٦- بَابُ اتِّبَاعِ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ	باب: ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کی پیروی کا بیان	100

عرضِ ناشر

بنی نوع انسان کی ہدایت کے لیے اسلام نے دو مستند حوالے اور راستے پیش کیے ہیں۔ ان میں سے ایک راستہ قرآن حکیم کی آیات بیّنات سے ملتا ہے جب کہ اس سے ہم آہنگ ایک دوسرا جادۂ شریعت ہے جسے ہم سنت یا حدیث کہتے ہیں۔ قرآن مجید نے اپنی اصولی اور اجمالی تعلیمات کی تشریح وتفسیر اور توضیح وتصریح کے لیے خود سنت اور اسوۂ حسنہ کی ضرورت کو بیان کیا ہے۔ قرآن مجید کے احکام ونصوص کی وضاحت کے لیے اگر ذخیرۂ احادیث موجود نہ ہوتو دین وشریعت کا ماخذ اوّل خود چیستان بن جائے گا۔ پیش نظر رہے کہ احادیث میں شریعت کا جوتشریحی اور توضیحی سرمایہ موجود ہے، نبی ﷺ کو یہ علم بھی اللہ تعالیٰ سے جبریل امین علیہ السلام کے ذریعے سے میسّر آتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید کو وحیٔ متلو اور حدیث کو وحیٔ غیر متلو کہا جاتا ہے۔

عربی زبان میں ''حدیث'' کا لفظ گفتگو، نئی بات، قابل ذکر واقعہ، نئی چیز یا کلام کے معنی میں مستعمل ہے، مگر جب یہ ایک اصطلاح کے طور پر استعمال ہوتو اس سے مراد رسول کریم ﷺ کے اقوال وافعال اور اعمال واحوال ہوتے ہیں یا یوں کہیے کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی اور رسالت سے متعلق راویوں (صحابۂ کرام اور ان کے فیض یافتگان) کے ذریعے سے جو کچھ ہم تک پہنچا ہے، وہ حدیث کہلاتا ہے۔ حدیث کو سنت، خبر اور اثر بھی کہتے ہیں۔ یہ تمام ذخیرۂ حدیث قولی، فعلی یا تقریری نوعیت کا ہے، البتہ بعض حضرات نے آپ ﷺ کے شمائل (خصائل و عادات) کو بھی گنجینۂ حدیث میں شامل رکھا ہے۔

ذخیرۂ حدیث کی حجیت، صداقت اور شرعی حیثیت ایک امر مسلم ہے۔ رسول کریم ﷺ کی بعثت کے آغاز ہی سے قلم وقرطاس اور تحریر ونگارش کا سلسلہ شروع ہوا۔ ﴿اَلَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ﴾ (العلق) اور ﴿نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ﴾ (القلم) کی آیات کے حوالے سے عہد رسالت میں کتابت کے فن کو فروغ ملا۔ عرب وحجاز کے لوگ جو استحضار (حفظ وضبط) کو اپنا شرف وافتخار سمجھتے تھے، اب ان کے ہاں تحریر وتسوید کا پہلو بھی سامنے آیا۔ کتب میں قرآن مجید کے پچاس سے زائد کاتبوں کا تذکرہ ملتا ہے جبکہ احادیث کی روایت وکتابت کا عہد بہ عہد ایک

وسیع نظام دکھائی دیتا ہے۔عہدِ رسالت میں قرآنِ مجید کے علاوہ جن امور کو باقاعدہ لکھا جارہا تھا' وہ درج ذیل تھے:

اسلامی ریاست کے سرکاری مراسلے' مکتوبات نبوی' دستورِ مملکت' خطبات نبوی' معاہدات' ہبہ نامے' امان نامے' مردم شماری' غلاموں کی آزادی کے پروانے' مختلف علاقوں اور صوبوں کے گورنروں اور عمال کے نام سرکاری ہدایات' بیت المال میں آمد وخرچ کی تفصیلات اور متعدد صحابہ کا ذخیرۂ احادیث جو آپ کے افعال کی روٴیت یا گفتگو کی سماعت پر مشتمل ہوتا تھا...... کمال ضبط و احتیاط سے مختلف چیزوں پر لکھے ہوئے اس گرانقدر سرمائے کے علاوہ عہدِ صحابہ میں احادیث کے ذخیرے کو جس توجہ اور ذمے داری کے ساتھ لکھا گیا' اس کی مستند تفصیلات ہمارے سامنے موجود ہیں۔

نبی ﷺ نے متعدد مواقع پر بہت سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو ہدایت کی کہ وہ آپ سے حاصل ہونے والے علم کو لکھ لیا کریں۔خطبۂ حجۃ الوداع کے موقع پر یمن کے ابوشاہ کی درخواست پر اسے لکھوایا گیا۔

عہدِ نبوی اور دورِ صحابہ کی ان روایات کو جب بعد کے طبقات وادوار میں جمع کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی تو اس کے حوالے سے روایت ودرایت' جرح وتعدیل اور اصطلاحات حدیث کا ایک ایسا علم وجود میں آیا جس نے اس ذخیرۂ حدیث کی حفاظت' ثقاہت' وضاحت اور استناد میں ایک سائنٹیفک اسلوب فراہم کیا۔ان علوم الحدیث میں اسماء الرجال تو تاریخ عالم کا ممتاز ترین علم اور فن ہے جس کے متعلق ''الإصابة في تمييز الصحابة'' کو ایڈٹ کرتے ہوئے جرمن مستشرق ڈاکٹر اسپرنگر نے اپنے مقدمہ میں یہ تاریخی الفاظ لکھے:

''دنیا میں کوئی ایسی قوم نہیں گزری اور نہ آج کہیں موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال کا عظیم المرتبت فن ایجاد کیا ہو جس کے باعث پانچ لاکھ مسلمانوں کے احوال معلوم ہو سکتے ہیں۔''

ہمیں اعتراف ہے کہ دشمنان اسلام' منافقین اور بعض دجالوں نے احادیث کو اپنی جانب سے وضع کر کے پھیلانے کی کوشش کی۔اس موقع پر محدثین نے جس ایمانی غیرت' مشاہداتی قوت' علمی ادراک' تاریخی ذوق اور سائنسی شعور کے ساتھ ان وضاعین کا مقابلہ کیا اور ذخیرۂ حدیث سے ان کی جعلی روایات کو نکال باہر کیا' یہ تاریخ علوم انسانی کا سب سے بڑا افتخار ہے۔اس سلسلے میں ایک ایمان افروز واقعہ ملاحظہ کیجیے:

خلیفہ ہارون الرشید (170ھ تا 193ھ) نے ایک زندیق کو گرفتار کر کے اس کے قتل کا حکم صادر کر دیا جو وضع حدیث کے جرم میں گرفتار تھا۔اس موقع پر اس زندیق نے ہارون سے کہا کہ اے امیر المومنین! آپ ان چار

ہزار احادیث کا کیا کریں گے جو میں نے وضع کی ہیں اور ان میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنا دیا ہے' حالانکہ ان میں ایک لفظ بھی رسول کریم ﷺ نے بیان نہیں فرمایا؟ اس پر ہارون نے کہا:

[أين أنت يا عدوّالله من أبي إسحاق الفزاري وعبدالله بن المبارك ينخلانها فيخرجانها حرفًا حرفًا]

''اے اللہ کے دشمن! تو ابو اسحاق فزاری اور عبداللہ بن مبارک سے بچ کر کہاں جائے گا جو ان (وضعی احادیث) کو چھلنی کی طرح چھان کر ان کا ایک ایک حرف نکال باہر پھینکیں گے؟''

یہ حقیقت الم نشرح ہے کہ اس امت کی ہدایت کے لیے قرآن کے بعد حدیث کے چشمۂ صافی کو محدثین عظام ؒ کی علمی اور تحقیقی کاوشوں نے استناد اور اعتماد عطا کر دیا۔ روایت و درایت' جرح و تعدیل اور اسماء الرجال کے علوم و فنون کی روشنی میں جب تمام ذخیرۂ حدیث کی تنقیحات و تصریحات سامنے آ گئیں تو تدوینِ حدیث کا عظیم الشان مرحلہ شروع ہوا۔ کتب ستہ کے علاوہ مصنفات' جوامع' سنن' مسانید' معاجم' مستدرکات اور مستخرجات کا عظیم ذخیرہ محدثین عظام ؒ کی جلیل القدر محنت و ریاضت اور عقیدت و مسئولیت کے نتیجے میں امت کے ہاتھ آیا جس کے ہزاروں مخطوطات عہد بہ عہد شروح و حواشی اور تحقیق و تخریج کے ساتھ مرتب ہوئے جو آج بھی عالمی کتب خانوں میں ارباب تحقیق کی توجہات کا مرکز ہیں مگر ان میں صحاح ستہ گل سرسبد کی حیثیت رکھتی ہیں۔

ایک مدت سے میرے دل میں اس بات کی آرزو تھی کہ صحاح ستہ کا جدید اور شگفتہ اُردو زبان میں ایسا ترجمہ پیش کیا جائے جس میں ہر ہر حدیث کے نتائج و فوائد بھی درج کیے جائیں اور ان تمام ممکنہ مقامات پر جہاں کسی عصری اور زمانی موضوع پر کوئی حدیث بیان کی گئی ہو' اس پر ایک تفصیلی اور تحقیقی شذرہ اس اسلوب سے لکھا جائے کہ دورِ جدید میں شبہات کی دلدل میں گھرا ہوا ذہن کامل اطمینان اور مکمل یقین حاصل کر سکے' چنانچہ دارالسلام نے اس عظیم الشان کام کی انجام دہی کے لیے برصغیر کے اہل علم اور محققین کی خدمات حاصل کیں جو کتب ستہ کے تراجم و فوائد پر بڑی دل جمعی کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ وللہ الحمد کہ سنن اربعہ میں سے ایک جزو اعظم سنن ابی داود پر کام مکمل ہو چکا ہے اور اب سنن ابن ماجہ کا وقیع کام آپ کے سامنے ہے۔

اس مجموعے کی جملہ احادیث کی تخریج عظیم محقق حافظ زبیر علی زئی ﷾ نے کی ہے' جس کی تصحیح و تنقیح اور پروف ریڈنگ کے فرائض رفقائے ادارہ مولانا سلیم اللہ زمان اور حافظ عبدالخالق ﷾ نے نہایت جاں فشانی اور ذمے داری

سے نبھائے۔ ترجمہ کی متن کے ساتھ مراجعت اور کتابیات کے ابتدائیے مولانا ابو محمد محمد اجمل (فاضل مدینہ یونیورسٹی) نے بڑی محنت سے تحریر کیے ہیں۔

عہدِ حاضر کے فاضل مفسر و مترجم اور مؤلف کتب کثیرہ فضیلۃ الشیخ حافظ صلاح الدین یوسف ﷾ مدیر شعبۂ تحقیق و تصنیف دارالسلام لاہور اور ان کے معاونین مولانا ابو عبداللہ محمد عبدالجبار' حافظ محمد آصف اقبال' حافظ عبدالخالق' مولانا محمد عثمان منیب ﷾ نے دن رات کی ان تھک محنت سے اس پر نظر ثانی اور علمی و تحقیقی فوائد و مسائل کا اضافہ کیا جبکہ کتاب کی تصحیح و تنقیح اور پروف ریڈنگ کی ذمہ داری مذکورہ علمائے کرام کے علاوہ مولانا غلام مرتضی ﷾ نے بڑی عرق ریزی اور محنت سے ادا کی ہے۔ علاوہ ازیں حافظ محمد آصف اقبال نے حدیث کی صحت و ضعف کے اعتبار سے فوائد و مسائل میں حک و اضافہ کیا ہے' نیز وہ مسائل جو تفصیل اور تحقیق کے متقاضی تھے' ان پر تحقیقی بحث کی ہے۔

سنن ابن ماجہ (اُردو) کی تیاری کے فنی مراحل کمپوزنگ' ڈیزائننگ وغیرہ میں محمد عامر رضوان' اخلاص الحق ساجد' شیخ محمد یعقوب اور عبدالجبار غازی نے اسے خوب سے خوب تر بنانے میں بھرپور محنت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام احباب کی مساعی کو قبول فرمائے۔ آمین یا رب العالمین.

ان جملہ احباب کی شبانہ روز محنت کے باعث سنن ابن ماجہ کا یہ ترجمہ ان شاء اللہ العزیز اُردو خواں حضرات' علمائے دین' قانون دانوں' اساتذہ' طلبہ اور عامۃ المسلمین میں قبولیت حاصل کرے گا۔ اس سلسلے میں برادر عزیز حافظ عبدالعظیم اسد نے اس منصوبے کی تکمیل کے لیے جس محنت' انہماک اور ذمے داری کا مظاہرہ کیا ہے' اللہ تعالیٰ انھیں اس کا اجر جزیل عطا فرمائے۔ قارئین محترم سے درخواست ہے کہ وہ کتب ستہ کے بقیہ جاری شدہ منصوبے کے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی توفیق خاص سے اسے جلد از جلد مکمل کرنے کی ہمت عطا فرمائے۔ آمین.

خادم کتاب وسنت

عبدالمالک مجاہد

مدیر: دارالسلام الریاض۔ لاہور

رجب 1427ھ/ اگست 2006ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم . . .) **كتاب السُّنَّة** (التحفة ١)

سنت کی اہمیت وفضیلت

(المعجم ١) - باب اتِّبَاعِ سُنَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ (التحفة ١)

باب:۱-سنت رسول اللہ ﷺ کی پیروی کا بیان

١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ فَخُذُوهُ، وَمَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا».

۱-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کام کا میں تمھیں حکم دوں' اس پر عمل کرو اور جس سے منع کروں' اس سے باز رہو۔''

فوائد ومسائل: ① نبی اکرم ﷺ کا ہر حکم واجب التعمیل ہے۔قرآن مجید کی بہت سی آیات سے یہی حکم ثابت ہوتا ہے۔② جس کام سے نبی ﷺ منع فرمادیں' اس سے بچنا ضروری ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ (الحشر:۷) ''اور رسول جو بھی تمھیں (حکم) دے اسے لے لو اور جس سے تمھیں روک دے اس سے رک جاؤ۔'' ③ اس سے یہ اصول ثابت ہوتا ہے کہ [اَلْأَمْرُ لِلْوُجُوْبِ] یعنی (بالعموم) امر وجوب کے لیے ہوتا ہے' البتہ دوسرے قرائن کی موجودگی میں استحباب یا جواز بھی مراد ہوسکتا ہے۔

٢- حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَ: أَنْبَأَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،

۲-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تک میں تمھیں (کسی معاملہ میں آزاد) چھوڑے رکھوں' تب تک تم بھی مجھے چھوڑے رکھو'

١ـ[صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٥٥ من حديث شريك به، وانظر الحديث الآتي.

٢ـ أخرجه مسلم، الفضائل، باب توقيره ﷺ . . . الخ، ح: ١٣٣٧ بعد، ح: ٢٣٥٧ من طريقين عن الأعمش به، وأصله عند البخاري، ح: ٧٢٨٨، وله طرق أخرى.

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ذَرُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ، فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِسُؤَالِهِمْ وَاخْتِلاَفِهِمْ عَلٰى أَنْبِيَائِهِمْ، فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَخُذُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ، وَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَانْتَهُوا».

(بلاوجہ سوال نہ کرو) کیونکہ تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء ؑ سے سوالات کرنے اور (پھر) ان (کے احکام) کی مخالفت کرنے کی وجہ ہی سے ہلاک ہوئے' لہٰذا جب میں تمھیں کسی کام کا حکم دوں تو حسب ہمت اس کی تعمیل کرو اور جب کسی کام سے منع کردوں تو اس سے رک جاؤ۔"

فوائد ومسائل: ① دنیوی معاملات میں اصول یہ ہے کہ ہر وہ کام جائز ہے جس سے قرآن وحدیث نے منع نہ کیا ہو۔ اس کے برعکس عبادات میں وہی کام جائز ہے جو قرآن وحدیث سے ثابت ہو۔ اس لیے دینی امور میں نیا ایجاد کیا ہوا کام بدعت ہے' دنیوی معاملات میں نہیں۔ ② ایسے فرضی مسائل کے بارے میں بحث مباحثہ کرنے سے گریز کرنا چاہیے' جن کا عملی معاملات سے کوئی تعلق نہیں۔ ③ پیغمبر ؑ کے حکم کی خلاف ورزی ہلاکت کا باعث ہے۔ ④ اگر کوئی شخص کسی شرعی عذر کی وجہ سے ایک حکم کی تعمیل کی طاقت نہیں رکھتا' تو وہ اللہ کے ہاں مجرم نہیں جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرة:٢٨٦) "اللہ کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلف نہیں بناتا۔" ⑤ جس کام سے شریعت نے منع کیا ہوا اس سے مکمل طور پر پرہیز کرنا ضروری ہے۔

٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللهَ».

٣- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے میری اطاعت کی' اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔"

فوائد ومسائل: ① یہ مسئلہ قرآن مجید میں بھی ان الفاظ میں بیان ہوا ہے: ﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (النساء:٨٠) "جس نے رسول (ﷺ) کی اطاعت کی' اس نے (اصل میں) اللہ کی اطاعت کی۔" اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ شریعت کے احکام اپنی رائے اور پسند کے مطابق نہیں' بلکہ اللہ کی طرف سے نازل ہونے والی وحی کے مطابق بیان فرماتے تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوحٰى﴾ (النجم:٣'٤) "وہ اپنی خواہش سے کلام نہیں فرماتے' بلکہ وہ تو وحی ہے جو (ان پر) نازل کی جاتی ہے۔" یہی وجہ ہے کہ خود نبیٔ اکرم ﷺ بھی ان احکام پر اسی طرح عمل کرتے تھے جس طرح دوسرے مومنین' بلکہ نبی ؑ تو

٣- [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٥٢، ٢٥٣ عن أبي معاوية ووكيع به، وللحديث طرق كثيرة عند البخاري، ح: ٢٩٥٧، ومسلم، ح: ١٨٣٥ وغيرهما.

عام مومنوں سے بھی کہیں زیادہ تقویٰ اور عمل صالح کا اسوۂ حسنہ پیش فرماتے تھے۔ ② قرآن مجید' فرامین نبوی اور صحابہ وتابعین کرام کے اقوال' سنت نبوی کی پیروی اور اتباع کو لازم ٹھہراتے ہیں۔ اس سلسلے میں چند فرامین درج ذیل ہیں:

(ا) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''لوگو! اصحاب الرائے سے بچو' کیونکہ وہ سنت کے دشمن ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے فرامین کو حفظ کرنے سے عاجز آ گئے تو انھوں نے اپنی رائے سے مسائل بیان کرنے شروع کر دیے۔ اس طرح خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔'' دیکھیے: (مفتاح الجنة في الاحتجاج بالسنة' ص:۴۷)

(ب) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ کو عصر کے بعد دو رکعت نفل نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا: ''مت پڑھا کرو۔'' وہ کہنے لگے: میں تو پڑھوں گا۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں: ''نبی اکرم ﷺ نے عصر کے بعد نفل نماز سے منع کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ تمھیں ان دو رکعتوں پر ثواب کی بجائے سزا ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَّكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ﴾ (الأحزاب:۳۶) ''کسی مومن مرد اور مومن عورت کو حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کوئی حکم مقرر کر دیں تو وہ اس کام میں اپنا بھی کچھ اختیار سمجھیں۔'' (سنن الدارمي' المقدمة' باب ما يتقى من تفسير حديث النبي ﷺ وقول غيره عند قوله ﷺ' حديث:۴۳۸)

(ج) حضرت ایوب سختیانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جب تو کسی شخص کو سنت نبوی کی تعلیم دے اور وہ کہے: سنت نبوی کو چھوڑیے قرآن سے تعلیم دیں۔ تو جان لو ایسا شخص گمراہ ہے۔'' دیکھیے: (مفتاح الجنة' ص: ۳۵)

(د) امام ابن سیرین رحمہ اللہ نے ایک شخص کو فرمان نبوی سنایا تو وہ کہنے لگا: فلاں فلاں شخص تو ایسے ایسے کہتے ہیں۔ امام صاحب کہتے ہیں: میں تجھے فرمان نبوی سناتا ہوں اور تو مجھے لوگوں کی آراء سناتا ہے؟ جا! آج کے بعد میں تیرے ساتھ بات نہیں کروں گا۔'' دیکھیے: (إيقاظ الهمة لاتباع نبي الأمة' ص:۱۲۳) اسلاف کے اس طرز عمل سے ثابت ہوا کہ ائمہ کی تقلید اور لوگوں کی آراء کی پیروی قطعاً درست اور جائز نہیں۔

③ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ تقلید کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: [وَالتَّقْلِيدُ قَبُولُ قَوْلِ الْغَيْرِ بِلَا دَلِيلٍ' فَكَأَنَّهُ لِقَبُولِهِ جَعَلَهُ قِلَادَةً فِي عُنُقِهِ] (شرح قصيدة امالي' ص:۳۴) ''کسی دوسرے کی بات بغیر دلیل کے قبول کرنا تقلید ہے۔ گویا کہ مقلد شخص نے امام کے قول کو قبول کر کے گلے کا ہار بنا لیا ہے۔'' ④ تقلید کی ابتدا خیر القرون کے بعد چوتھی صدی ہجری میں ہوئی۔ اس سے پہلے یہ بدعت موجود نہ تھی بلکہ صحابۂ کرام' تابعین کرام اور ان کے شاگرد قرآن وسنت کی پیروی ہی کو واجب سمجھتے تھے۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [إِعْلَمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا قَبْلَ الْمِائَةِ الرَّابِعَةِ غَيْرَ مُجْمِعِينَ عَلَى التَّقْلِيدِ الْخَالِصِ لِمَذْهَبٍ وَّاحِدٍ] ''جان لو کہ چوتھی صدی ہجری سے پہلے لوگ کسی ایک خالص مذہب کی تقلید پر متفق نہ تھے۔'' (حجة الله البالغة' ص: ۱۵۷) ⑤ تقلید کے رد میں صحابۂ کرام اور ائمۂ مذاہب کے فرامین ملاحظہ ہوں:

(ا) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں عمر کی جان ہے! اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی روح قبض کی نہ ان سے وحی منقطع کی حتی کہ ان کی امت کو لوگوں کی آراء سے بے پروا فرما دیا۔'' دیکھیے: (حقیقة الفقة' ص:۷۵)

(ب) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''کیا تمھیں اللہ کا خوف نہیں آتا کہ وہ تمھیں عذاب میں مبتلا کر دے یا تمھیں زمین میں دھنسا دے' تم کہتے ہو رسول اللہ ﷺ نے ایسے فرمایا تھا اور فلاں شخص نے یوں فرمایا ہے' یعنی فرمان نبوی کے مقابلے میں کسی شخص کی رائے کو پیش کرنا عذاب الٰہی کو دعوت دینا ہے۔'' (حقیقة الفقة' ص: ۷۶)

(ج) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''تم میں سے کوئی شخص دین کے بارے میں کسی کی تقلید نہ کرے کہ اگر وہ (متبوع) مومن رہا تو اس کا مقلد بھی مومن رہے گا اور اگر وہ کافر ہوا تو اس کا مقلد بھی کافر ہو جائے گا۔ اس اعتبار سے یہ تقلید بلاشبہ برائی میں اسوہ ہے۔ (الإيقاظ لهمم أولي الأبصار) أعاذنا الله منه.

(د) حضرت عبداللہ بن معتمر کہتے ہیں: [لَا فَرْقَ بَيْنَ بَهِيمَةٍ تَنقَادُ وَإِنْسَانٍ يُقَلِّد] ''مقلد شخص اور حیوان میں کوئی فرق نہیں۔'' (حقیقة الفقة' ص: ۷۸)

(ھ) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [لَا تُقَلِّدْنِي وَلَا تُقَلِّدَنَّ مَالِكًا وَلَا غَيرَه وَخُذِ الأَحْكَامَ مِنْ حَيْثُ أَخَذُوا مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّة] (حقيقة الفقه' ص:۹۰) ''میری تقلید نہ کرنا' نہ مالک کی نہ کسی اور کی تقلید کرنا۔ احکام کو وہاں سے حاصل کرو جہاں سے انھوں نے حاصل کیے ہیں' یعنی کتاب و سنت سے۔'' نیز فرمایا: ''کسی شخص کے لیے حلال نہیں کہ وہ میری دلیل سے واقف ہوئے بغیر میرے کلام کا فتویٰ دے۔'' (حقیقة الفقة' ص:۸۸)

(و) امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہر شخص کی بات قبول بھی کی جا سکتی ہے اور رد بھی' سوائے رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے (وہ واجب الاتباع ہے۔)

(ز) امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جب تم دیکھو کہ میرا قول حدیث نبوی کے خلاف ہے تو حدیث نبوی پر عمل کرو اور میرے قول کو دیوار پر دے مارو۔'' نیز فرمایا: [إِذَا صَحَّ الْحَدِيثُ فَهُوَ مَذْهَبِی] (عقد الحيد و حجة الله البالغة: ۱/۱۵۷) ''جب صحیح حدیث مل جائے تو میرا مذہب وہی ہے۔''

(ح) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''کسی کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ کلام کی گنجائش نہیں۔'' (کتاب و سنت کے ہوتے ہوئے کسی کی رائے کی کوئی اہمیت نہیں۔)

(ط) امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [هَلْ يُقَلِّدُ إِلَّا عَصِيٌّ] ''تقلید نافرمان ہی کرتا ہے۔''

(ی) علامہ جاراللہ حنفی فرماتے ہیں: [إِنْ كَانَ لِضَلَالٍ أُمٌّ فَالتَّقْلِيدُ أُمُّهُ] ''اگر گمراہی کی کوئی ماں ہوتی تو وہ تقلید ہی ہوتی۔'' [حقیقة الفقة' ص:۵۱-۵۸] ائمہ سلف کے مذکورہ اقوال سے معلوم ہوا کہ گمراہی کا اصل اور اس کی جڑ تقلید ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اتباع سنت کی توفیق عطا فرمائے اور تقلید سے نجات دے۔ آمین.

٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ، عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ، قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَدِيثاً لَمْ يَعْدُهُ وَلَمْ يُقَصِّرْ دُونَهُ.

۴- حضرت ابوجعفر محمد باقر رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث سنتے‘ تو نہ اس میں اضافہ کرتے اور نہ کمی کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا حدیث پر عمل اور بدعت سے اجتناب کا جذبہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ارشادات نبویہ پر حرف بحرف عمل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ اس میں کوتاہی کرتے نہ اس میں اپنی طرف سے اضافہ کر کے نبی علیہ السلام سے آگے قدم رکھنے کی کوشش کرتے تھے کیونکہ قرآن مجید نے اس کام سے منع فرمایا ہے‘ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَاتُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ﴾ (الحجرات:١) ”اے ایمان والو! اللہ سے اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو۔“ ② اس حدیث کا یہ مطلب بھی بیان کیا گیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے جو ارشاد مبارک سنتے تھے‘ اسے بعینہ اسی طرح روایت فرماتے‘ الفاظ میں کمی بیشی نہ کرتے۔ حدیث کو بالمعنی روایت کرنا اگرچہ جائز ہے‘ تاہم محدثین روایت باللفظ کو افضل قرار دیتے تھے۔

٥- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ الْقَاسِمِ بْنِ سُمَيْعٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سُلَيْمَانَ الأَفْطَسُ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجُرَشِيِّ، عَنْ جُبَيْرِ ابْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ نَذْكُرُ الْفَقْرَ وَنَتَخَوَّفُهُ. فَقَالَ: «آلْفَقْرَ تَخَافُونَ؟ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتُصَبَّنَّ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا صَبًّا حَتَّى لاَ يُزِيغَ قَلْبَ أَحَدِكُمْ إِزَاغَةً إِلَّا هِيَهْ. وَأَيْمُ اللهِ لَقَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى مِثْلِ الْبَيْضَاءِ، لَيْلُهَا وَنَهَارُهَا سَوَاءٌ».

۵- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے‘ جب کہ ہم فقر کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے اور اس سے خوف کا اظہار کر رہے تھے‘ تو آپ نے فرمایا: ”کیا تم فقر سے ڈرتے ہو؟ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم پر دنیا (اتنی زیادہ) برسا دی جائے گی‘ حتی کہ کسی کے دل کو اس کے سوا کوئی چیز مائل نہیں کرے گی‘ (ہر شخص اس کی طرف متوجہ ہو جائے گا۔) اللہ کی قسم! میں تمھیں روشن (چاند کی راتوں جیسی) شریعت پر چھوڑ رہا ہوں‘ جس کے رات اور دن برابر ہیں۔“

٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٨٢ من حديث محمد بن سوقة به مطولاً.

٥ـ [إسناده حسن] أخرجه ابن أبي عاصم في السنة، ح: ٤٧ عن هشام به.